

علمائے فرنگی محل کی خدماتِ حدیث: ایک مطالعہ

A Study of the Contributions of the Scholars of *Farangī Maḥal* in *Ḥadīth*

Muhammad Waheed U Zaman

*M.Phil. Islamic Studies, Department of Islamic Studies, The University of
Lahore, Lahore*

Dr. Shahzada Imran Ayub

*Assistant Professor of Islamic Studies, Department of Islamic Studies, The
University of Lahore, Lahore*

Abstract

The Ulema-e-Farangī Maḥal class has been performing religious services for the last one thousand years. The lineage of this class goes back to the host Prophet Abū Ayyub Ansari. The reason for this is the fame of the premises of Farangī Palace that was known as Farangī. After the martyrdom of Maulana Quṭbuddīn Shaheed Sahalī in Sahalī, his entire family moved to Farangī Maḥal in a neighborhood of Lucknow where Mullah Nizāmuddīn established a madrasa and organized a teaching, which later became known as Dars-e-Nizāmī. The services of Ulema-e-Farangī Maḥal are very much Ḥadīth, including writing services and teaching services. In this article, only a few well-known scholars have narrated the services of Farangī Maḥal. In addition, care has been taken to mention only the scholars who have a large number of books. The scholars of Farangī Maḥal have written books on the “Āsma-ur-Rijāl”, “Jaraḥ wa T’adīl”, and “Uloom Al Ḥadīth”, “types of ḥadīth”, and “Fan-e-Ḥadīth”.

Keywords: Jahāngir, Molānā Quṭub U Dīn Shaeed Sahalvī, Molana Abdul Ḥai Farangī Maḥalī, Ulama-e-Farangī Maḥal

تمہید

علمائے فرنگی محل کو اگر تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو انکی تاریخ بارہ بنکی کے ایک قصبہ ”سہالی“ سے شروع ہوتی ہے۔ جہاں پر اس عہد کے ایک مایہ ناز عالم دین منقولات و معقولات پر مکمل عبور رکھنے والے استاد ملاقطب الدین شہید سہالوی 19 رجب 1103ھ بمطابق 28 مارچ 1692ء کو بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔ ملاقطب الدین شہید سہالوی کے بڑے صاحبزادے ملامحمد سعید جو کہ پہلے سے ہی بادشاہ عالمگیر کے پاس دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے اور جنہوں نے فتاویٰ الہندیہ یہ معروف فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی حصہ لیا، انہوں نے فرمائش کی کہ میرے خاندان کو لکھنؤ کے پاس ایک مقام جو کہ ”فرنگی محل“ کے نام سے مشہور تھا وہاں ہجرت کی اجازت دی جائے۔ ”فرنگی محل“ بادشاہ نے اس جگہ کو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معاہدہ کے تحت کچھ عرصہ کے لیے دیا تھا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ جہانگیر یا اسکی بیٹی بہت سخت بیمار ہو گئی بہت سے مقامی طبیب آئے علاج و معالجہ کیا مگر شفاء نہ ہو سکی۔ تجارت کی غرض سے آئے ایک انگریز ڈاکٹر کی دوا سے شفا ہو گئی۔ اس پر بادشاہ نے خوشی کا اظہار کیا اور پوچھا کیا چاہیے؟ اس پر ڈاکٹر نے جواب دیا میری قوم کے لوگ یہاں یعنی لکھنؤ میں تجارت کی غرض سے آتے ہیں لیکن بعض اوقات قیام میں مشکلات پیش آتی ہیں اگر ایک ایسی جگہ عنایت کر دی جائے جہاں ہماری قوم کے لوگ قیام کر لیں تو بہت بہتر ہو گا۔ جس پر بادشاہ جہانگیر نے چند شرائط کے تحت لکھنؤ میں واقع ایک محلہ ”احاطہ چراغ بیگم“ ایک محل یا بڑی کوٹھی دے دی چونکہ برصغیر میں انگریزوں کو فرنگی کے نام سے پکارا جاتا تھا لہذا اس محلہ کو جس میں یہ قیام پذیر تھے ”فرنگی محل“ کے نام سے پکارا جانے لگا، لیکن اس کی اصل وجہ شہرت ملاقطب الدین سہالوی فرنگی محلی¹ کی وجہ سے ہوئی جنہوں نے اس جگہ پر بیٹھ کر درس حدیث دیا اور ہزاروں طالبان علم کو علم کی روشنی سے منور کیا۔ اگرچہ علمائے فرنگی محل کی ابتداء سہالی سے ہوتی ہے لیکن انکا سلسلہ نسب میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جوڑتا ہے²۔ اس لحاظ سے انکی دینی خدمات تقریباً ایک ہزار سال پر محیط ہیں³ ان میں بہت قد آور شخصیات پیدا ہوئیں ہیں۔ انہی شخصیات میں بانی درس نظامی ملاقطب الدین سہالوی فرنگی محلی پیدا ہوئے جنہوں نے بارویں صدی ہجری میں⁴ اپنے مضبوط ہاتھوں سے درس نظامی کی بنیاد رکھی۔ قرآن مجید کے بعد مسلمانوں کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ خدمات حدیث کا یہ سلسلہ بہت وسیع تھا اور اسلام تقریباً دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا تھا تو ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا فرمائے جنہوں نے حدیث میں خدمات سرانجام دیں۔ اگر بات برصغیر کی کی جائے تو یہاں پر ملاقطب الدین شہید سہالوی، ملاقطب الدین وغیرہ اس علم میں اور فن میں ماہر نکلے۔

سرزمین ہند (ہندوستان) میں امام ربانی شیخ سرہندی مجدد الف ثانی (المتوفی 1034ھ) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی 1052ھ) نے دن رات محنت سے حدیث کی تدریس، ترویج، تشریح، اور نشر و اشاعت پر بھرپور کام کیا۔ خدمات حدیث کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے میدان میں ملاقطب الدین سہالوی فرنگی محلی (المتوفی 1161ھ) اور مولانا عبدالحق فرنگی محلی (المتوفی

1204ھ) آتے ہیں جنہوں نے حدیث کی مکمل تدریس و ترویج فرمائی۔

علمائے فرنگی محل کی بہت سی دینی خدمات ہیں مگر میں نے اس پر اس وجہ سے بھی لکھنا چاہا چونکہ انکی خدمات کو سرے سے ہی نظر انداز کیا جا رہا ہے⁵ ایک ایسا خاندان جس نے صدیاں دین کی خدمت میں گزار دیں ہوں ان کو اس طرح نظر انداز کرنا نہ انصافی ہے لہذا اس آرٹیکل میں انکی خدمات حدیث کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس آرٹیکل میں انکی تصنیفی خدمات کے اعتبار سے علماء کا ذکر کیا جائے گا۔ مزید علمائے فرنگی محل کی خدمات حدیث پر یہ بات بھی روشنی ڈالتی ہے کہ ملا نظام الدین سہالوی فرنگی محلی نے جب درس ترتیب دیا جو کے بعد میں درس نظامی کے نام سے مشہور ہوا اور آج تک دینی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے تو اس میں سب سے قبل ملا نظام الدین سہالوی نے مشکوٰۃ المصابیح از ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (متوفی 760ھ)⁶ شامل کی۔ اس طرح بہت عرصہ یہ نصاب جاری و ساری رہا کبھی کبھی کتابوں کا اضافہ کر دیا جاتا اور کچھ میں کمی کر دی جاتی۔ دور اکبری میں جو نصاب پڑھایا جا رہا تھا اس میں حدیث کی یہ کتابیں شامل تھی۔ ”مشارق الانوار، مصابیح السنۃ، مشکوٰۃ المصابیح، صحیح البخاری، شمائل ترمذی“⁷

علمائے فرنگی محل نے بہت سی خدمات حدیث سرانجام دیں ان میں بہت سے علماء نے حاشیہ بھی دیا⁸ اور بہت سے علماء نے باقاعدہ اصول حدیث، فن حدیث، پر کتب تحریر فرمائیں جن میں سے چند ایک علماء کا ذکر پیش کیا جاتا ہے۔ انہیں علماء میں مشہور عالم ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی ہیں۔ جنہوں نے علم حدیث، فن حدیث، اور اصول حدیث پر کتب اور بہت سی کتب حدیث پر حاشیہ چھوڑا آپکی تعلیقات میں ”موطا امام مالک تعلیق الممجد“ بھی شامل ہے۔

مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی (م 1304ھ)

مولانا عبدالحی فرنگی محلی 26 ذی القعدہ 1264ھ کو لکھنؤ کے مضافات ”بانڈا“ کے مقام پر پیدا ہوئے اور پانچ سال کی عمر میں ہی اپنے حفظ قرآن کر لیا۔ ابتدائی کتب والد گرامی سے پڑھیں بعد ازاں درسی کتب کے لیے اپنے خالو ملا محمد نعمت اللہ کے پاس رہے۔ اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی آپکے دل میں تدریس و تصنیف کا ذوق رکھا تھا۔

خدمات علوم حدیث

مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے بہت سے تصانیف چھوڑیں جن کی مجموعی تعداد تقریباً (110) ہیں۔ جن میں سے تین کتب کا تعلق علوم حدیث سے ہے اور یہ تینوں کتابیں عربی زبان میں ہیں⁹

”الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل“ مولانا عبدالحی فرنگی محلی اسکی وجہ تصنیف میں کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ: ”اس زمانے کے علماء جرح و تعدیل سے بالکل واقف نہیں اور اسی وجہ سے صحیح سند پر جرح اور ضعیف سند پر تعدیل کر دیتے ہیں اور اسی طرح ضعیف احادیث کی تصحیح اور صحیح احادیث کی تضعیف کر دیتے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ ”تہذیب الکمال، میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب مغنی“ وغیرہ جیسی رجال کی کتابوں سے راویوں کے بارے میں ناقدین

حدیث جرح و تعدیل کے اقوال نقل کر دینا بہت آسان ہیں اور اسی طرح انہوں نے صحیح اور ضعیف حدیث کا کام پورا کر دیا۔ جبکہ بہت سے علماء اس فن کے علماء و آئمہ کی اصطلاحات سے ناواقف ہیں۔ یہ تو جرح مبہم و جرح غیر مبہم سے بھی ناواقف ہیں۔¹⁰ یہ کتاب جرح و تعدیل پر ایک مفصل کتاب ہے میرے پاس بیروت لبنان کا نسخہ موجود ہے جو کہ 563 صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں ہی آپ سبب تالیف بیان کرتے ہیں جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اُسکے بعد جرح و تعدیل کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہیں۔ ضرورت و اہمیت کے بعد آپ اُسکے جواز اور عدم جواز پر مفصل بحث کرتے ہیں۔ ہر بحث سے قبل وہ ’ایقاظ‘ لکھ کر پھر بیان شروع کرتے ہیں جیسے کہ: ’ایقاظ۔۔۔ ۸‘ فی بیان مراد ابن معین من قوله فی الراوی: لیس بشیء¹¹ اس طرح پوری کتاب میں تقریباً 25 ’ایقاظ‘ درج ہیں۔ گویا جیسے یہ ’ابواب‘ کو واضح کر رہے ہوں یا پھر مولانا نے اس سے مراد فضل لیا ہو۔ ہر ایک ’ایقاظ‘ میں جرح و تعدیل کے حوالے سے ایک نئی بحث لاتے ہیں اور پھر اس پر ایک مفصل بحث کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے علماء و آئمہ کے اقوال اور بحث بھی درج کرتے ہیں۔ یہ کتاب مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی زندگی میں ہی پہلی مرتبہ طبع ہوئی جو کہ 1301ھ میں انوار محمدی لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ پھر آپ کی وفات کے بعد دوسری طبع 1309ھ میں مطبع علوی لکھنؤ سے ہوئی۔ تیسری مرتبہ حلب سے 1383ھ میں ہوئی جو کہ شیخ عبدالفتاح ابوعدہ کی بہت ہی اعلیٰ تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی (جو کہ میرے پاس موجود ہے) چوتھی طبع بیروت سے 1388ھ میں پانچویں قاہرہ سے مکتبہ ابن تیمیہ 1393ھ میں ہوئی، چھٹی بیروت سے 1408ھ میں ہوئی، ساتویں قاہرہ دارالقضی سے 1413ھ میں ہوئی، آٹھویں پھر بیروت سے 1421ھ میں ہوئی اور نویں دارالسلام قاہرہ سے 1421ھ میں ہوئی۔

”الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الكاملۃ“ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی یہ کتاب اصول حدیث پر ہے۔ جو کہ چند سوالات پوچھے گئے آپسے تو اپنے انکے جوابات عنایت فرمائے۔ اب چونکہ سوال عربی میں ہی پوچھے گئے تو جواب بھی عربی میں ہی دیئے گئے جو کہ ایک مفصل کتاب کی صورت اختیار کر گئے۔ یہ سوالات ایک عالم دین مولانا محمد حسین بٹالوی، لاہوری نے اس وقت پوچھے جب مولانا کا قیام حیدرآباد میں تھا۔ اپنے انکا تذکرہ کتاب کے شروع میں ہی فرمایا ہے اور حاشیہ میں انکا نام اور سن وفات بھی کچھ یوں درج ہے: ”هو العلامة الفاضل الكامل المولوی محمد حسین اللاهوری المولد سنة ۱۲۵۶ھ والمتوفی سنة ۱۳۳۸ھ“¹² جبکہ سوال پوچھنے والے عالم اہل حدیث تھے مگر مولانا نے بہت ہی انصاف اور اعتدال سے کام لیا اور انتہائی منصفانہ جوابات عنایت فرمائے۔ اور تمام سوالات کے اس قدر دلائل، اور فصاحت کے ساتھ جوابات دیے، اور ساتھ ہی ساتھ تمام آئمہ حدیث کے اقوال سے جس طرح استفادہ کیا ہے اس سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ مولانا کی فن حدیث پر کس قدر مہارت حاصل تھی ان دس سوالات میں سے سوال نمبر 1 کا نمونہ پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلا سوال بطور نمونہ

پہلا سوال اسناد سے متعلق ہے اور یعنی حدیث کو سند سے روایت کرنا دین میں مطلوب ہے یا نہیں؟ ”هل الاسناد مطلوب في الدين ام لا؟ فان اخترا لشيء الثاني، فما معنى قول ابن المبارك: الاسناد من الدين، ولولا الاسناد لقتال من شاء: ما شاء؟ وان اختير الشق الاول، فهل هو ضروري في جمع البعد من الدين؟ ام هو مخصوص بالبعض؟ فان كان مخصوصاً بالبعض فلا بد من تفصيل الامور التي لا تحتاج الى الاسناد مع اقامة الدليل على استثناءه“¹³ ”کیا اسناد دین میں مطلوب ہیں یا نہیں؟ اگر دو سے شق کو اختیار کریں تو حضرت عبداللہ بن مبارک کے اس قول کا کیا مطلب کیا کہ اسناد دین میں سے ہے۔ اگر اسناد کو دین نہ مانیں تو جو شخص جو چاہے کہتا ہے۔ اور اگر پہلے شق کو اختیار کریں تو کیا یہ دین سے متعلق تمام چیزوں میں ضروری ہے یا بعض ہیں؟ اور اگر بعض میں ضروری ہیں اور بعض میں ضروری نہیں ہے تو دلائل کے ساتھ ان امور کی تفصیل کی ضرورت ہے جن میں اسناد ضروری نہیں ہے“ اس سوال کا جواب مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے تقریباً 45 صفحات پر دیا جس میں ایک ”تنبیہ“ اور کثیر تعداد ام آئمہ کے اقوال درج کیے ہیں اور اس کا جواب کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

”الاسناد مطلوب في الدين قد رغبت اليه أئمة الشرع المتين وجملوه من خصائص امة

سيد المرسلين و حكموا عليه بكونه سنتة من سنن الدين“¹⁴

”دین میں اسناد مطلوب ہے۔ ائمہ شرع نے اس کی طرف ترغیب دی ہے اور اس کو اس امت محمدیہ کی

خصوصیات میں سے بتایا ہے اس کے بارے میں دین کی ایک سنت ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔“

اس کتاب میں ابواب کی جگہ سوال درج کیا گیا ہے جیسے کہ: ”السؤال الاول في الاسناد“ اسی کو بطور ”باب“ استعمال کیا گیا ہے اس میں دس سوالات موجود ہیں اس لحاظ سے اسکے دس ابواب تصور کیے جاسکتے ہیں۔ نیز یہ کتاب 302 صفحات پر مشتمل ہے جو کہ ائمہ حدیث، محدثین کے اقوال سے بھری پڑی ہے۔ یہ کتاب پہلی بار مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی زندگی میں ہی طبع ہو گئی تھی جبکہ دوسری بات 1384ھ میں حلب سے شیخ عبدالفتاح ابو عذہ کی تحقیق کے ساتھ شائع کی گئی، اور تیسری بار یہ کتاب قاہرہ سے 1404ھ میں شائع کی گئی۔

”ظفر الامانی بشرح مختصر السيد الشريف الجرجاني في مصطلح الحديث“ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی یہ کتاب اصول حدیث پر ایک جامع اور اہم کتاب شمار کی جاتی ہے۔ اصول حدیث پر علامہ سید شریف جرجانی (متوفی 816ھ) کی تصنیف ”المختصر“ کی ایک تفصیلی شرح ہے۔ یہ فہرست اور مصادر و مراجع کو شمار کر کے جو نسخہ میرے پاس موجود ہے 804 صفحات پر مشتمل ہے۔ معروف محقق و محدث عبدالفتاح ابو عذہ نے اس کی تحقیق کر کے حاشیہ تحریر کیا ہے۔

کتاب کی چند خصوصیات

مولانا عبدالحی فرنگی محلی اگرچہ متاخرین میں شمار ہوتے ہیں مگر پھر بھی آپ نے اس کتاب کو بہت ہی تحقیق سے اور بہت ہی دقیق نظر سے کام لیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ کی یہ تصنیف اس موضوع پر شائع ہونے والی دوسری تصانیف سے اس لیے مختلف اور ممتاز ہے چونکہ آپ مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر ایک منصفانہ بحث کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مصنف نے اس شرح میں دوسرے ائمہ کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنے نزدیک راجح قول کی وضاحت دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔

مولانا نے اصول کے چند ایسے مسائل جو کے ماقبل میں دشوار اور انتہائی پیچیدہ سمجھے جاتے تھے۔ اور جن علماء کی آرا مختلف اور متعارض سمجھی جاتی تھیں انکو انتہائی ذہانت سے اس طرح حل کیا ہے اور مختلف اقوال کے ذریعے ایسے واضح کر دیا ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام اور شک باقی نہ رہا۔ مولانا نے خاص طور پر اختلافی مسائل پر محدثین اور فقہاء و اصولیین کے اقوال اس انداز سے پیش کیے ہیں کہ تمام گوشے اس طرح نمایا ہو جاتے ہیں گویا اس میں کوئی اختلاف باقی ہی نہ رہا ہو۔

مولانا عبدالحی کثرت مطالعہ اور وسعت علم کی وجہ سے علل الحدیث سے بخوبی واقف تھے اس لیے کتاب میں جا بجا آپ اقسام احادیث پر بھی بحث کرتے نظر آتے ہیں۔¹⁵ اسی وجہ سے آپ نے کتاب میں اقسام احادیث ”حسن“، ”ضعیف“، ”موضوع“، ”مضطرب“، ”مدرج“ وغیرہ ہر ایک کی امثال اور شواہد کثرت سے پیش کیے ہیں۔ اس سے ایک طالب علم کو اصول قواعد اور انکو استعمال کے طریقے کی مشق بھی ہو جاتی ہے۔ مولانا کی اس کتاب میں تحقیق و ذوق کا بخوبی اس بات سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ جس قدر آپ نے مخطوطہ کو نقل فرمایا ہے اور ان مخطوطات کو جو شاید اب آسانی سے حاصل نہیں کیے جاسکتے۔ ان مخطوطات کو آپ نے کس طرح حاصل کیا ہوگا اور پھر جہاں ضرورت محسوس کی وہاں عبارت بھی درج کی جو کہ شیخ ابو غزہ نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے فرماتے ہیں:

”فرحمة الله على المؤلف الامام اللكنوى ، ما كان اوعب ذهنه للعلم ولنوادر نصوصه و
كتبه وبهذا تحقيق الامامة لمثله من النبلاء والافذاذ - جزاهم الله عن العلم والدين
خيراً“¹⁶

اس کتاب کا پہلا طبع لکھنوی الہند سے 1304ھ میں ہوا اور دوسرا مدینہ 1415ھ سے ہوا اسکے بعد والے ایڈیشن تحقیق و تعلیق کے ساتھ دو ایڈیشن ڈاکٹر تقی الدین ندوی صاحب نے بھی اپنی تحقیق کے ساتھ اعظم گڑھ سے شائع کیے۔¹⁷ ایک طبع بیروت 1416ھ میں شائع ہوا۔ میرے پاس مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ بھلب کا موجود ہے۔

فن حدیث

مولانا عبدالحی فرنگی محلی کو فن حدیث پر اور فقہ پر اس قدر عبور حاصل تھا اگرچہ آپ مذہب حنفیہ کے پیروکار تھے مگر آپ کی تصانیف

میں تعصب کہیں نظر نہیں آتا آپ اپنے فن حدیث پر مہارت سے متعلق خود فرماتے ہیں:

”ومن منحه (ای منح اللہ سبحانہ) انی رزقت التوجه الی فن الحدیث وفقہ الحدیث ، ولا اعتمد علی مسئلة مال یوجد اصلها من حدیث او آية وما كان خلاف الحدیث

الصحيح الصريح اتركه واظن المجتهد فيه معذوراً بل ماجوراً“¹⁸

”اللہ کے فضل و توفیق کی بات یہ بھی ہے کہ مجھے فن حدیث اور فقہ حدیث کی طرف توجہ کی دولت

نصیب ہوئی، میں کسی ایسے مسئلہ پر اعتماد نہیں کرتا جس کی اصل کسی حدیث یا آیت سے ثابت نہ ہو، لہذا

جو مسئلہ صحیح صریح حدیث کے خلاف ہوتا ہے، میں اسے ترک کر دیتا ہوں اور مجتہد کو معذور بلکہ ماجور

سمجھتا ہوں۔“

”التعلیق الممجد“ آپ کی حدیثی اور فقہی بصیرت کو دیکھا جائے تو بہت سی ایسی کتب موجود ہیں جن پر آپ کا حاشیہ اور تعلق موجود

ہے سب سے مشہور آپ کی تعلق ”تعلیق الممجد“ علماء کے طبقہ میں دیکھا جائے تو ”عمدة القاری“ ایسی تعلق نہیں ہوئی میرے

پاس یہ 3 جلدوں میں موجود ہے۔ اس کتاب میں آپ کی علمی اور مطالعہ کی بصیرت کو واضح دیکھا جاسکتا ہے۔

”الاثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة“ آپ کی اس کتاب کا نام مقدمہ التعلیق الممجد کے ص: 29 پر کچھ اس طرح درج ہے:

”رسالة فی الاحادیث المشتهرة“ گویا معلوم ہوتا ہے آپ نے اس کا نام خود درج کیا جبکہ اسکے نام میں بھی اختلاف ہے۔ آپ اس

کتاب کے مقدمہ میں خود درج کرتے ہیں کہ گزشتہ دنوں شریعت کے تحفظ کے مقصد سے آئمہ محدثین کی تمام متفقہ موضوع

روایات کو ”الاحادیث الموضوعة“ رسالہ میں جمع کرنا شروع کیا تھا لیکن دوسری تصانیف کی مصروفیت کی وجہ سے اسکو پائے

تکمیل تک نہیں پہنچا سکا۔¹⁹ اس مقدمے میں دیے گئے بیان سے معلوم ہوتا ہے مولانا موضوع روایات پر ایک ضخیم کتاب ترتیب

دے رہے تھے مگر زندگی نے وفانہ کی۔ ”خیر الخیر فی اذان خیر البشر“ یہ رسالہ سب سے قبل دبدبہ احمدی لکھنؤ سے

1303ھ میں شائع ہوا پھر 1332ھ میں مجموعہ رسائل الست کے ساتھ مطبع یوسفی سے طباعت ہوا یہ رسالہ مختصر سا ہے تقریباً 8

صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ کا موضوع حدیث ہے یعنی اس میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ کیانی کریم علیہ السلام نے بنفس

نفس اذان دی ہے؟

اس رسالہ میں تمام احادیث کو جو اس کے ضمن میں بیان ہوئی ہیں انکو انکی صحت و ضعف کے ساتھ اس میں جمع کر دیا ہے اور رسالہ کا

اختتام مؤذن صحابہ کے ذکر پر ختم کرتے ہیں۔ رسالہ کی ابتداء میں وہ بسم اللہ کے بعد حمد و ثنائیاں کرتے ہیں اور آخر میں تالیف کی

تاریخ 19 جمادی الثانی 1285ھ درج ہے۔ اور درود و سلام ہوا اس ذات پر جو اس رسالہ کا موضوع گفتگو ہے۔²⁰ مولانا نے اپنی زندگی

میں بہت سی تصانیف کے ساتھ ساتھ بہت سی تعلیقات اور حاشیہ جات بھی تحریر فرمائیں ہیں اس ضمن میں ”مقالات سلیمان“ میں

آپ کے چند حاشیہ جات کا ذکر ہے جو کہ اس طرح سے ہے: ”متون کتب میں سے مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے ”مسند امام ابو حنیفہ“، ”موطا امام محمد“، ”کتاب الآثار امام محمد“، پر مقدمہ اور حاشیہ درج کیا ہے۔“ ”آپ کی تعلیقات حدیث میں ”موضوعات سیوطی“، ”المقاصد الحسنہ امام سخاوی“، ”فتح المغیث فی اصول الحدیث“، ”میزان الاعتدال“ جیسی کتب پر آپ کی تعلیقات موجود ہیں۔ جو کہ آپ کے تلامذہ نے شائع کرائیں۔“²¹

مولانا قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی (م 1344ھ)

مولانا قیام الدین عبد الباری نے علم حدیث کی تعلیم مولانا سید عین القضاة حیدر آبادی ثم لکھنؤ (متوفی 1304ھ) سے لی، بعد ازاں مولانا عبد الباقی فرنگی محلی سے بھی تحصیل کی۔ آپ نے دونوں اساتذہ سے بخاری دومرتبہ پڑھی اور پھر ترمذی کا کچھ حصہ مولانا عین القضاة سے پڑھا۔ آپ اپنے علم حدیث کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ”جس وقت میں سنہ 1319ھ میں درسی کتب کی تحصیل کے بعد فارغ ہوا اور علم حدیث کی تحصیل میں لگ گیا اور علم کی اصولی و فروعی کتابوں کا مطالعہ کرنے لگا تو خیال آیا کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، یعنی وہ میرا کام اللہ کی رضا کا سبب بنے۔ جو وقت میرا بچپن میں فضول مشغولات میں صرف ہوا اسکی تلافی کر سکوں تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے شرح صدر حاصل ہوا کہ میں علم حدیث کی خدمت کروں تو دن رات اس فن حدیث میں اس طرح صرف کروں کہ میرا شمار بھی زمرہ محدثین میں ہونے لگے۔ پھر ایک رات میں نے استخارہ کیا اور اسکے بعد امام محمد کی کتاب ”الآثار“ کا انتخاب کیا۔“²²

”الآثار المحمدیہ“ یہ رسالہ انتہائی مختصر ہے تقریباً 8 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں موجود احادیث کی تعداد 29 ہے یہ رسالہ انہوں نے اپنے دادا مولانا محمد عبد الرزاق فرنگی محلی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ایک جن صحابی مہینہ سے روایت کیا ہے جو کہ حضور علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں²³ اسی طرح عن مولانا عبد الباقی عن الشیخ عبد الرزاق عن الجن بھی روایت کیا ہے۔

”تسهیل المنہج فی اسماء رجال کتاب الحجج“ مولانا محمد بن حسن الشیبانی کی کتاب ”الحجج“ کے رجال سے متعلق ہے اور مقدمہ کتاب بھی تحریر فرمایا ہے۔ اس میں کل 577 رجال درج ہیں۔ اسکی ترتیب بھی بقیہ کتب کی ترتیب کی مانند ہے۔ سب سے قبل اسماء کا ذکر کرتے ہیں پھر باب الکنی، کا ذکر پھر باب الابن، اور باب النسب، باب اللقب پھر آخر میں خاتمہ۔ جس کا عنوان: ”الخاتمہ فی بعض الفوائد وتحقیق لفظ الحجج“ آپ نے اس پر مختصر مگر جامع بحث کی ہے مزید جو آئمہ پر دلائل کے ساتھ بات کرتے ہیں اگر کوئی دلیل واضح ہو جائے تو اپنی رائے سے رجوع کرتے نظر آتے ہیں۔ ”هدیة الطیبة لصلۃ ابن ابی شیبہ“ مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے یہ رسالہ امام ابو بکر بن ابی شیبہ کی مشہور کتاب ”المصنف“ میں کتاب ”الرد علی ابی حنیفہ“ کا رد کیا ہے۔ مولانا نے امام ابو حنیفہ کے ان احادیث کے ظاہر پر عمل نہ کرنے کی وجہ اور توجیہ بیان کی ہیں یہ رسالہ 88 صفحات پر مشتمل ہے۔ ”رسالة الذب عن ابی حنیفة مما طعن به ابی قتیبة“ ابن قتیبة نے ”تاویل مختلف

الحديث“ میں حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق جو بیان اور بحث نقل کی ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ حدیث کی مخالفت کرتے تھے، مولانا نے ان تمام اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ ”الآثار المتصلة“ یہ رسالہ انتہائی مختصر ہے اس میں اپنی سند بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی چند احادیث بھی ذکر کرتے ہیں۔ ”الدرر الباهرة فی الاحادیث المتواترة“ اس کتاب کی ابتداء میں مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی ایک وسیع مقدمہ درج کرتے ہیں بعد ازاں مشہور اور غیر مشہور حدیث کی کتب کا ذکر بیان کرتے ہیں۔ اور یہ وہ کتب ہیں جن سے مولانا نے خود استفادہ کیا ہے۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مولانا کی حدیث پر اور کتب حدیث پر کس قدر گہری نظر ہے۔ ”آثار الامامة“ مولانا کی اس عبارت کو دیکھا جائے تو کتاب کا موضوع واضح ہو جاتا ہے: ”هذة الاحادیث الشريفة من كلام خير البرية فيما يتعلق بالراعى والرعية“ اس رسالے میں کل 41 احادیث درج ہیں۔ ”الاربعین الزاجرة فی الحوادث الحاضرة“ مولانا نے اس رسالے میں آخرت کے حالات، قرب قیامت کی نشانیاں اور دور فتن سے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے اس میں احادیث کی کل تعداد 43 ہے۔ اس رسالے کا اردو ترجمہ مولوی سید حمایت الحسن موہانی نے کیا ہے جو کہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ یہ کمترین محمد فخر الدین تاجر کتب کے اہتمام سے مطبع فخر المطالب لکھنؤ میں فروری 1919ء میں چھپا تھا اس رسالے کا اول صفحہ موجود نہیں ہے اور آخر صفحہ میں مولانا قیام الدین نے اپنا نام کچھ اس انداز سے درج کیا ہے ”فقیر محمد قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی لکھنؤ“ یہ رسالہ میرے پاس موجود ہے اور 8 صفحات پر مشتمل ہے۔²⁴

”الھیا کل المعنویة علی الشمائل النبویة“ اس رسالے کا تمام تذکروں میں نام تو ملتا ہے مگر اسکی تفصیل درج نہیں ہے کہ یہ شمائل ترمذی کی شرح ہے یا پھر مکمل ایک شمائل کا مجموعہ ہے۔²⁵ ”شفاء الصدور“، ”راحة الفواد“ یہ دونوں رسالے آپ کے حدیث پر ہیں اور مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی نے آپ کی تصنیفی خدمات میں حدیث کے ضمن میں درج کیے ہیں مگر اسکی کسی قسم کی کوئی تفصیل نہ تو مولانا عنایت اللہ نے بیان کی ہے اور نہ کسی دوسرے تذکرہ میں کسی نے بیان کی۔²⁶ ”اسماء الرجال الاختیار الاختیار المذكورة فی کتاب الآثار“ یہ کتاب مجھے نہیں ملکی مگر آپ کے ایک تذکرہ میں درج ہے کہ مولانا فرماتے ہیں کہ میں اس فن سے بہت دور تھا اور میری رہنمائی کرنے والا بھی کوئی نہ تھا، تو میں نے پھر کتاب الآثار کے رجال جو جمع کرنے میں بہت محنت صرف کی۔ جب پوری محنت سے تلاش کر کے فارغ ہوا تو مجھے ابن حجر کی ”تعجیل المنفعة“ ملی۔ جس میں ابن حجر نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کتاب میں کتاب الآثار کے تمام رجال موجود ہیں مولانا فرماتے ہیں میں نے پھر اس کتاب سے استفادہ کیا۔²⁷ ”الاختیار لمن یطالع کتاب الآثار“، ”ربیع الازھار بتحشیة کتاب الآثار“ مولانا عبدالباری کی یہ دونوں کتابیں بھی کتاب الآثار کے سلسلے میں ہی تصنیف کی گئی ہیں۔ ”عوائد الجوار بشرح کتاب الآثار“ مولانا عبدالباری نے سب سے قبل اسکو اپنے نام پر لکھنا شروع کیا تھا مگر بعد از تکمیل علم حدیث از سید محمد امین الرضوان اور شیخ احمد بزنجی سے انہوں نے فرصت میں وہیں پر ہی کتاب الآثار پر متوسط حاشیہ لکھا اور اسکا نام ”عوائد الجوار بشرح کتاب الآثار“ رکھا۔²⁸

”التعلیق المختار علی کتاب الآثار“ مولانا عبد الباری نے اس کتاب کا تعارف خود کروایا ہے وہ اس کتاب کے مقدمہ میں کچھ اس طرح فرماتے ہیں: ”جب میں وطن واپس لوٹا تو بہت مختلف قسم کے مسائل میں پھنس گیا رشتہ داروں اور اہل تعلق دوست احباب میں انتقال ہوا ساتھ ہی ساتھ ملک میں جنگ عظیم کی ایک آگ بھڑک اُٹھی اور میں کافروں کے مقابلے کے لیے میدانِ عمل میں اتر گیا۔ اور مسلم امت کو حقیقی جہاد سے متعلق ابھارنا پڑا، اسی دوران میں نے ”السیر الصغیر کا مقدمہ الخیر الکثیر“ کے نام سے تحریر کیا مگر بعد میں مجھے خیال آیا کہ جس کتاب کی خدمت کا قصد میں نے کیا تھا اسی کو مکمل کرتا ہوں۔ چنانچہ کتاب الآثار کے تمام ابواب پر میں نے حاشیہ تحریر کیا اور اس کا نام ”التعلیق المختار علی کتاب الآثار“ رکھا اور ”الاختیار لمن يطالع کتاب الآثار“ اور ”اسماء الرجال الخیار المذكورة في کتاب الآثار“ کو بھی اختصار اور مفید اضافوں کے ساتھ اسی میں شامل کر دیا“²⁹ الحمد للہ یہ کتاب میرے پاس موجود ہے اور دیگر رسائل بھی اسی میں درج ہیں۔ اگرچہ یہ کتاب مجھے بہت مشکل سے ملی لیکن جس کی طلب تھی وہ اللہ نے عطا کر دی، اس کتاب کے 482 صفحات ہیں۔

”مقدمہ التعلیق المختار علی کتاب الآثار“ مقدمہ میں انہوں نے اپنے حصولِ علمِ الحدیث کے متعلق بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ کتاب الآثار پر کام کی نوعیت کو تفصیلی بیان کرتے ہیں۔ اس کتاب سے قبل جو بیان ہوا ہے اس میں انہوں نے جرح و تعدیل، ارسال کا حکم، تدلیس وغیرہ ان تمام کو زیر بحث لائے۔ ”الاربعین فی مسائل الهجرة“ یہ رسالہ مولانا قیام الدین عبد الباری نے عربی زبان میں لکھا تھا اور یہ اب اردو زبان میں موجود ہے جو کہ میرے پاس پڑا ہوا ہے ”مجموعہ رسالہ ہجرت و رسالہ قربانی گاؤ“ اسکے مترجم مولانا محمد عظیم الدین اور یہ رسالہ 29 صفحات پر مشتمل ہے۔³⁰

آپکی بہت سی تصانیف اور حاشیہ جات موجود ہیں۔ طوالت سے بچتے ہوئے یہاں محض انکے نام درج کیے جا رہے ہیں ”الارشاد فی الاسناد“ ”چہل حدیث“ ”عدد“ ”المنذوب الموند بما ذهب الیہ احمد“³¹، ”حاشیہ شرح مشکوٰۃ“ ”حاشیہ علی کتاب الحجج للامام محمد“ ”اسماء الرجال الطحاوی“³²۔

مولانا بحر العلوم عبد العلی فرنگی محلی (1225ھ)

مولانا محمد یوسف نے اپنی کتاب ”بحر العلوم“ میں بحر العلوم ملا عبد العلی فرنگی محلی کی 23 کتب کا ذکر کیا ہے جس میں تصوف، فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، فن الہیات، علم کلام، حکمت، ہیئت، علم صرف، اسلامیات، اور حدیث پر کتب شامل ہیں۔ مولانا کی جو تصنیف اصول حدیث پر ہے اس کا نام ”رسالة فی تقسیم الحدیث“ اس رسالہ کے متعلق مولانا یوسف لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ مختصر سا ہے اور اس کا ایک ہی نسخہ موجود ہے جو کہ رامپور کی لائبریری میں موجود ہے۔³³ آپکی ایک کتاب ”ادکان اسلام“ آپکی شاہکار تصانیف میں سے ہے یہ کتاب فقہ، اصول فقہ، حدیث اور علوم حدیث میں بحر العلوم کی حدیثی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔³⁴ یہ کتاب میرے پاس موجود ہے جو کہ 619 صفحات پر مشتمل ہے۔

ملا نظام الدین سہالوی فرنگی محلی (م 1161ھ)

مولانا نظام الدین سہالوی فرنگی محلی کے متعلق چند باتیں بہت زد خاص و عام رہی ہیں وہ یہ کہ ملا نظام الدین کی خدمات حدیث نہیں ہیں جبکہ میرے مطالعہ سے ”بانی درس نظامی“ کتاب گزری ہے اور اس میں آپ کی ایک تصنیف لکھی ہوئی ہے جو کہ ”در بیان وضوء مسنون“ یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس کتاب کا نام پڑھتے ہی سب سے قبل یہ زہن میں آتا ہے کہ یہ کوئی فقہی مسئلہ پر کتاب ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے آپ کی یہ تصنیف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقہ وضوء کے متعلق جو بھی احادیث صحیحہ مروی ہیں ان پر مبنی مسنون طریقہ کا بیان ہے۔ اس کی مزید تفصیل کتاب ”بانی درس نظامی“ ملاحظہ ہو۔³⁵

مفتی محمد یوسف فرنگی محلی (م 1286ھ)

مفتی محمد یوسف فرنگی محلی کی حدیثی خدمات میں ایک تعلق موجود ہے مگر وہ مجھے مل نہ سکی لیں مصباحی نے اپنی کتاب ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ میں اسکو درج کیا ہے۔ ”تعلیق علی البخاری“³⁶ اور ایک بیضاوی پر بھی تعلق کا ذکر کیا ہے۔

مولانا ولی اللہ فرنگی محلی (م 1270ھ)

مولانا ولی اللہ فرنگی محلی کی بہت سی تصانیف موجود ہیں اور حاشیہ جات بھی مگر انکی سب سے مشہور تصنیف ”تذکرہ علمائے فرنگی محل“ نے بیان کی ہے وہ ”شرح مسلم“ ہے یہ شرح دو موٹی موٹی جلدوں میں ہے اور بہت تفصیلی ہے جو کہ قلمی نسخے میں وہ بھی باریک قلمی نسخے میں موجود ہے۔³⁷

مولانا عبد الباقی فرنگی محلی (م 1364ھ)

مولانا عبد الباقی فرنگی محلی بن مولانا علی محمد، بن مولانا محمد معین، بن ملا مبین فرنگی محلی کے صاحبزادے ہیں اور آپ کی ولادت 1286ھ لکھنؤ میں ہوئی آپ کی خدمات حدیث حاشیہ جات بھی موجود ہیں جن میں ”العقود المتلانیة فی الاسانید العالیہ“، ”الاسعاد بالاسناد“، ”المناهل السلسلہ فی الاحادیث المسلسلہ“، ”نشر الغوالی فی احادیث المسلسلہ“ یہ وہ کتب ہیں جنکا تعلق حدیث شریف سے ہے اور علامہ نے ان پر حاشیہ دیا ہے۔³⁹

مولانا ابو الرحم محمد ایوب فرنگی محلی (م 1393ھ)

مولانا ابو الرحم محمد ایوب فرنگی محلی آپ مولانا عبدالحی کے نواسے ہیں ابتدائی تعلیم اپنے مولانا قیام الدین عبد الباری سے حاصل کی آپ کی خدمات حدیث کو دیکھا جائے تو ان میں ”حاشیہ سنن ابی داود“⁴⁰ شامل ہے۔

شمس العلماء مولانا محمد نعیم فرنگی محلی (م 1318ھ)

مولانا محمد نعیم بن ملا محمد عبد الحکیم بن ملا عبد الرب، بن بحر العلوم ملا عبد العلی بن ملا نظام الدین فرنگی محلی، اپنے ریاضی مولانا کمال الدین موہانی اور مولانا نعمت اللہ سے سند فراغت حاصل کی۔ اسکے بعد آپ نے تدریس کا کام شروع کیا اور ساتھ بہت سے حاشیہ تحریر کیے۔ آپ کا وصال 23 ربیع الثانی، 1318ھ / اگست 1900ء میں ہوا⁴¹۔ اپنے رسالہ جات تحریر فرمائے اور فراغت سند کے بعد حاشیہ بھی تحریر فرمائے جس میں مشہور حاشیہ ”اشیہ صحیح بخاری“، ”حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح“، ”الاصول الہیہ فی علم الاحادیث النبویہ“، ”رسالہ در صلوة التسبیح“، ”رسالہ صلوة الحاجۃ“، ”رسالہ صلوة التوبہ“⁴²۔

خلاصہ بحث

علمائے فرنگی محل کی خدمات حدیث بہت زیادہ ہیں جن میں تصنیفی خدمات بھی شامل ہیں اور تدریسی خدمات بھی اس آرٹیکل میں محض چند معروف علمائے فرنگی محل کی خدمات حدیث کو بیان کیا گیا ہے نیز اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ جن علماء کی کثیر التعداد کتب ہیں محض انہیں کا ذکر کیا جائے۔ علمائے فرنگی محل نے اسماء الرجال، جرح و تعدیل، اقسام حدیث و دیگر علوم الحدیث اور فن حدیث پر کتب تحریر فرمائیں ان کی خدمات حدیث میں بہت سی تعلیقات و حاشیہ جات درج ہیں جنہیں اس آرٹیکل میں بیان کیا گیا ہے اس بات کو بھی محسوس کیا گیا ہے کہ جس قدر ان علماء کی علوم الفقہ میں خدمات ہیں اس قدر حدیث میں نہیں ہیں علوم الحدیث اور فن حدیث پر انکی تصانیف بہت کم ہیں اسکے برعکس حاشیہ اور تعلیقات زیادہ موجود ہیں۔ بہت سی ایسی کتب حدیث ہیں جو کہ علماء فرنگی محل کی قلم کی زینت بنیں ہیں، مگر یہ بات بھی بہت درد سے کرنی پڑ رہی ہے کہ اکثر تو محض انڈیا ہی کی کسی لائبریری میں موجود ہیں اور بہت سے قلمی نسخے موجود ہیں جو کہ ابھی تک چھپے ہی نہیں۔ ان کی خدمات حدیث کو نظر انداز کیا گیا ہے ابھی تک کوئی ایسا محقق نظر سے نہیں گزرا جس نے انکی خدمات حدیث پر لکھی گئی تصانیف کو تحقیق کے ساتھ چھپوا کر منظر عام پر لایا ہو۔ بہت کم تصانیف انٹرنیٹ پر یا پھر پاکستان کے کسی قدیم کتب خانے میں موجود ہوں گئی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی شخص اس پر کمر کسے اور ان علماء کی تمام خدمات حدیث کو منظر عام پر لائے۔

References

- ¹ Muḥammad Razā Ansārī, Bani-e-Darse Nizāmī (Lakhnaū: Namī Press, 2001) I:50.
- ² 'Inayāt ullāh, Tazkira 'Ulmā-e-Farangī Muḥal (Farangī Maḥal: Ishaat Al Aloom Barqī Press, 1999) I:6.
- ³ Akhtar Yāsīn Misbahī, 'Ulamā-e-Farangī Maḥal, (Lahore: Akbar Book Sales, 2017) I:14.
- ⁴ Abdul Ḥaī Lakhnaūī, Hindostānī Nisāb Dars aur usky tagaurāt (Lakhnaū: dar-ul-'Uloom Nadwatul Ulamaa) I:7.
- ⁵ Abdul Bārī Qiyam-U-Dīn, Al āsar-ul-awal min 'ulamā-e-farangī maḥal (Lahore: world view publishers, 2001) I:29.

³⁶ Mmisbahi, Mumtaz 'Ulama-e-Farangī Maḥal, I:141.

³⁷ Ansari, Tazkira 'Ulama-e-Farangī Maḥal ,I:198.

³⁸ Misbahi, Mumtaz Ulama-e-Farangī Maḥal , I:191.

³⁹ Abdul Barī Qiyam ul Dīn, Al Asara ul Owāl min Ulama-e-Farangī Maḥal (Lahore: world view Publisher, 1996) I:364.

⁴⁰ Abdul Barī, Al Asar ul Owāl min 'Ulama-e-Farangī Maḥal, I:420.

⁴¹ Misbahi, Mumtaz 'Ulama-e-Farangī Maḥal, I:175.

⁴² Abdul Barī, Al Asar ul Owāl min 'Ulama-e-Farangī Maḥal , I:415.